اَب کہاں یاد رہا ہے ہمیں آغازِ جنوں

عماد احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

https://emad-ahmad.com/

https://emad-ahmad.com/

اب کہاں یاد رہا ہے ہمیں آغازِ جنوں

عماد احمد

https://emad-ahmad.com/

جملہ حقوق مصنف کے حق میں محفوظ ہیں

اکتوبر ۲۰۲۴ء

ISBN number:۹۷۸-۹۶۹-۲۳۴۷۱-۴-۳

قیمت:۱۷۰۰روپے

https://emad-ahmad.com/

Phone:+923344313194

Email:qalboaagahi@gmail.com

https://emad-ahmad.com/

اپنے آبا کے نام

ان کے جذبات، سوچیں، ملال اور غم

ہجرتیں، دوریاں، فاصلے اور الم

ان کی انسانیت

ان کی روحانیت

سب کے نام

زندگی کے سفر میں ہر اک موڑ پر

ساتھ چلتے ہوئے

ساتھ دیتے ہوئے

دو مسافر ہیں جو

ان کی ہمت کے، ان کے ارادوں کے نام

ان کے بکھرے ہوئے خانوادوں کے نام

https://emad-ahmad.com/

اگلی نسلوں کے نام

ان کی خوشیوں، دکھوں
ان کے جذبات، سوچوں، ملالوں، غموں
ان کے حصے میں لکھے ہوئے رَت جگوں
ہجرتوں، دوریوں، فاصلوں سب کے نام
راستوں، منزلوں، آنسوؤں سب کے نام

نسل در نسل پھیلے ہوئے سلسلوں اور نشانوں کے نام
کچھ کے جسموں کے اور کچھ کی روحوں کے نام
آخرت میں اکٹھے ہوئے تو خوشی
مل کے کاٹیں گے
ان ہی دعاؤں کے نام

https://emad-ahmad.com/

۲۸ ستمبر ۲۰۲۴
سہ پہر ۰۳:۳۰
زرعی یونیورسٹی، پشاور

https://emad-ahmad.com/

فہرس

☆ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

۱	قلب کے اندر دھیمے دھیمے اللہ ھو کی ضرب	۲۱
۲	غلامانِ نبی ﷺ دربار میں خاموش بیٹھے ہوں	۲۳
۳	روضہِ رسول ﷺ پر حاضری قبول ہو	۲۵
۴	تابہ کے	۲۷
۵	توثیق	۳۰
۶	خواب سے جاگنے لگا ہوں میں	۳۲
۷	تنوع سوچ میں لیکن یقیں ادراکِ ھو میں ہے	۳۵
۸	تری محفل سے تری باتوں سے کوئی وحشت ہے	۳۷
۹	شکستِ دل سے چلا فسانہ ملالِ ہستی تک آ گیا تھا	۳۹
۱۰	میرے جوشِ جنوں کو بقا چاہیے	۴۱
۱۱	چاروں جانب ہے جھلستی ہوئی، تپتی ہوئی ریت	۴۳
۱۲	طلوعِ شمس گواہی ہے وقت باقی ہے	۴۵
۱۳	سمندر جیسی آنکھوں میں اداسی کے جزیرے تھے	۴۷
۱۴	بے عنوان	۴۹

https://emad-ahmad.com/

۱۵	نور اور مٹی میں فرق ہے مطالب کا	۵۴
۱۶	کرب و غم کا فاسد سا اک قیاس رہتا ہے	۵۶
۱۷	اداسی کے مسلسل سلسلوں سے ہے شکستہ دل	۵۸
۱۸	جا اے دنیا تری چاہت کا زمانہ نہیں ہے	۶۲
۱۹	فتنۂ روحِ عجم پوری طرح عام ہوا	۶۵
۲۰	تشنگی بے دلی سے بہتر ہے	۶۸
۲۱	منڈی	۷۱
۲۲	تیرے منصب سے ڈر نہیں لگتا	۷۵
۲۳	آرزو کا جمال دیکھا ہے	۷۷
۲۴	احتمالِ درد سے ہی ڈر گئے ہو	۷۹
۲۵	آرزو ایک استعارہ ہے، جستجو صرف اک اشارہ ہے	۸۱
۲۶	فکرِ مرگ سے ملا ضابطہ حیات کا	۸۳
۲۷	اُدھر سے نفس سے جاری کثیف جذبے ہیں	۸۵
۲۸	حضرتِ انسان	۸۷
۲۹	جنوں ترتیب کا محتاج کیسے ہو گیا ہے	۸۹
۳۰	شکستِ ذات نے کھولے ہیں زخم ہستی کے	۹۱
۳۱	خود کلامی گفتگو ہے ظاہر و باطن کے بیچ	۹۳

https://emad-ahmad.com/

۳۲	غبارِ ماضی	۹۵
۳۳	اداس شام ڈھلی، سامنے شبِ غم تھی	۹۹
۳۴	خدائے واحد کو دے رہا ہوں صدائے واحد	۱۰۱
۳۵	کٹھور دل اور لطیف جذبے، نہیں چلے گا	۱۰۳
۳۶	آسیب	۱۰۵
۳۷	یہ دل کیوں ہے سنسان، اے اللہ، اے رحمٰن	۱۰۹
۳۸	معرفت لمحہ بہ لمحہ روز و شب بڑھتی رہی	۱۱۳
۳۹	گفتگو تو بیچ میں ہی سو گئی	۱۱۵
۴۰	ہم نے دیکھا ہے سمیٹا ہوا اندازِ جنوں	۱۱۷
۴۱	پیڑ سایہ دار تھا، تیار تھا، جب کٹ گیا	۱۱۹
۴۲	شکست خوردہ کو زخم خوردہ کہا ہے عزت رکھی ہے تھوڑی	۱۲۱
۴۳	اپنے ماضی سے کراہت نہیں محسوس کرو	۱۲۳
۴۴	بے مکاں آدمی، بے نشاں راستے	۱۲۶
۴۵	زندگی! تیری میری نمو ہو گئی	۱۲۸
۴۶	دور سے آ رہی ہے اک آواز	۱۳۰
۴۷	اس قوم میں کتنے ہیرے تھے، تربیت کا فقدان رہا	۱۳۲
۴۸	سنو یہ قتل گاہوں کی طرف سے کون آیا ہے	۱۳۴

https://ebmaticahmad.com/

۴۹	ذاتِ اقدس اور انسان	۱۳۶
۵۰	کم گو تھا، تھوڑا بولے تو تھک جاتا تھا	۱۴۱
۵۱	اداس رات گزاری نہیں گزر گئی ہے	۱۴۳
۵۲	ذات کا منظر	۱۴۵
۵۳	شب بھر اپنے خوابوں میں پھرتا رہتا ہے آوارہ	۱۴۷
۵۴	بیٹھ کر ہدایت کا انتظار کرنا ہے	۱۴۹
۵۵	اعادہ	۱۵۱
۵۶	تبدیلی آج ضروری ہے، انفس میں بھی آفاق میں بھی	۱۵۶
۵۷	اصولِ فقہ غمِ آگہی مرتب کر	۱۵۸
۵۸	اونٹ گر سوئی کے ناکے سے نکل سکتا ہے	۱۶۰
۵۹	فقہی رجحانات پر تکفیر کے فتوے دیئے	۱۶۲
۶۰	ریگزارِ ذات میں پایا ہے نخلستانِ قلب	۱۶۴
۶۱	درد کا دھارا پھوٹ پڑا ہے، غم اس دل پر ٹوٹ پڑا ہے	۱۶۷
۶۲	ہر قدرِ مشترک کو بہانے کی دیر ہے	۱۶۹
۶۳	کرب و بلا کے دور میں اجڑا ہے شہرِ دل	۱۷۱
۶۴	اداس رات! سنو میرے دل کا حال تو آج	۱۷۳
۶۵	آؤ تجدیدِ درد کرتے ہیں	۱۷۵

https://emaa-ahmad.com/

٦٦	غمِ ہستی کے رازوں کو عیاں کرنا، نہاں رکھنا	۱۷۷
٦٧	وہ اندر جو خلا تھا بھر گیا کیا	۱۷۹
٦٨	محفل میں سب زندہ دل تھے، جو بھی ملا وہ مسکایا	۱۸۱
٦٩	مجھے لگا بس مرے جنوں کا جوار بھاٹا اتر گیا ہے	۱۸۳
٧٠	شکست وریخت نے مضبوط کر دیا کیسے	۱۸۵
٧١	خیال وفکر کی تزئین ہو تو بات چلے	۱۸۷
٧٢	چبھن بڑھی ہے تو رک کے دل کے تمام کانٹے نکال دو ناں	۱۸۹
٧٣	جسم کا ہر ریشہ تڑپا جاتے ہیں غم	۱۹۱
٧٤	قطعہ: ہستی کیا اور بستی کیا، سب راکھ ہوا	۱۹۳
٧٥	چلو تلاش کرو ذات کو اندھیرے میں	۱۹۴
٧٦	دشتِ ادراک میں ٹھہر جنوں ہونے تک	۱۹٦
٧٧	عشق تھا، پیار تھا، چاہت تھی، جنوں تھا، کیا تھا	۱۹۸
٧٨	ملحمہ	۲۰۰
٧٩	جوں ہی آیا خیال ماضی کا	۲۰۵
٨٠	عمر کے گام پہ ہنگام نہیں اب کوئی	۲۰۸
٨١	غزّہ	۲۱۰

https://emad-ahmad.com/

https://emad-ahmad.com/

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

السلام علیکم!

میری پچھلی کتاب لو کے دیباچے کی اختتامی سطور کے اندر میں نے ذکر کیا تھا سورۃ لقمان کی آخری آیت کا کہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کس سرزمین پر جا کر مرے گا۔ میں نے وہیں یہ ذکر بھی کیا تھا کہ اگر چہ میں اس کل کی پیشین گوئی تو نہیں کر سکتا مگر میرے اندر لگی اور باہر جلتی ہوئی لو ایک امید اور ایک دعا ضرور ہے سو میں اپنے قلب کی حضوری اور قالب کی حاضری لئے اس آنے والے کل کے انتظار میں سپاس گزار ہوں۔ یہ بات تھی امسال ۲۳ مارچ کی۔

۱۶ اپریل کو ناگہانی مجھے ڈپلوپیا (دو نظری کا مرض) ہو گیا۔ کوئی بارہ پندرہ دن تو مجھے درست سے یاد بھی نہیں کیوں کہ بیماری کی شدت سے میں نیم بیہوشی کی سی کیفیت میں ہی رہا۔ پھر بستر پر ٹیک لگانے کے قابل تو ہو گیا مگر نظر بھر کر کچھ دیکھنا بھی دماغ کے لئے انتہائی اذیت ناک مرحلہ بن چکا تھا۔ پھر یہ کہ جون کے اوائل میں سفرِ حج کا ارادہ بھی تھا جو بذاتِ خود کئی برس کے التوا کے بعد ممکن ہوا تھا۔ ایسے میں میرے دماغ پر بس یہ دھن سوار تھی کہ کسی طرح

https://emad-ahmad.com/

حالت اتنی سنبھل جائے کہ حج کا سفر ممکن ہو جائے اور میں اس سال بھی اس سے محروم نہ رہ جاؤں۔

اب پیچھے مڑ کر دیکھوں تو اس بات سے ہونٹوں پر مسکان آ جاتی ہے کہ مدتوں یک نظری کا درس دینے والے انسان کو یکا یک دو نظری کی شکایت نے آن گھیرا۔ وہ جدھر بھی نگاہ دوڑاتا تھا اسے سب کچھ دو نظر آتا۔ یہی نہیں بلکہ پھر وہ دونوں عکس عمود اور افق کی پہچان مٹانے پر تلے ہوئے ملتے۔ اس پر سونے پہ سہاگہ یہ کے یہ بیماری عین اس لمحے آئی جب وہ دہلیز پہ لو جلائے اور قلب میں لو لگائے بیٹھا تھا۔ مگر واللہ اس مشکل کے آنے کا بھی یہی درست ترین وقت تھا۔

سب سے پہلے تو ظاہری دو نظری نے میرے اندر کی یک نظری کو نمایاں ہی نہیں توانا بھی کیا۔ بیماری کی حالت میں انسان کے قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں اور ارادے کمزور تر۔ جب میں نے اس حالت میں بھی خود کو مکمل طور پر انہی سوچوں، جذبوں اور ارادوں میں پایا جن میں میں اس سے پہلے تھا تو یہ میرے لئے بہت نشاط آور تھا۔ دوسرا یہ کہ وہ رب جو یوسفؑ کے بھائیوں کو قحط کے بہانے کنعان سے مصر لے آیا تھا اس نے میری بھی کچھ بچھڑے ہوئے پیاروں سے اس بیماری کے بہانے ملاقات کروا دی۔ گویا دہلیز پر جلی

https://emad-ahmad.com/

لو کچھ لوگوں کو تو گھر تک لے آئی۔ ابھی بہت اور ہیں مگر لو بھی تو ابھی جل ہی رہی ہے۔

تیسرا اور سب سے اہم یہ کہ اندر لگی ہوئی لو اس بیماری میں اور بھی بھڑک اٹھی۔ جس وقت میرا اور باہر کی دنیا کا رشتہ ایک کچے دھاگے سے بندھا رہ گیا تھا اس وقت میرا اور میرے رب کا رشتہ رضا کے اس مقام پر ہی رہا جہاں میں اسے دیکھنا چاہ رہا تھا۔ سو علالت سے مجھے عین الیقین کی حد تک معلوم ہو گیا کہ جو میں سوچتا، محسوس کرتا یا لکھتا تھا وہ سند یافتہ ہی تھا۔ بیماری بیماری ہی ہوتی ہے اور میں اس بیماری کو ہرگز بھی نعمت نہیں قرار دے رہا مگر میرے اللہ کے کام بہت لطیف ہوتے ہیں۔ وہ زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ نکالنے والا ہے سو اس نے اس بیماری میں بھی اس ناچیز کے لئے خیر کے کئی پہلو نکال دئے۔

https://emad-ahmad.com/

تو بات ہو رہی تھی کہ جسم بستر سے ٹیک لگانے کے قابل ہوا تو دکھائی دیا کہ کچھ زیادہ ہی دکھائی دے رہا ہے۔ اس دو نظری سے گھبرا کر آنکھ بند کی تو اب اندر کی نظر کے سوا پاس بچا ہی کیا تھا۔ ایسے میں بس ایک فکر تھی کہ حج پر کیسے جانا ہوگا۔ الحمدللہ کہ کچھ ایسے اشارے مل گئے جنہوں نے احساس دلا دیا کہ جانا تو طے ہے۔ بس پھر کیا تھا کمرے میں اندھیرا کر کے اور آنکھیں موند کر بستر پر

پڑا رہا۔ دو ہفتے کی نیم بیہوشی کے بعد آنے والا یہ مہینہ دروں بینی کے لئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ کتاب علالت کے انہی دنوں میں تصنیف ہوئی ہے۔

اس کا نام ۔ *اب کہاں یاد رہا ہے ہمیں آغازِ جنوں* ۔ سفر کی طوالت کو تو ظاہر کرتا ہے مگر یاد رہے کہ تھکن کو نہیں ۔ نہ ہی یہ جنوں خرد کی ضد کے طور پر بیان ہوا ہے۔ اب میں جہاں ہوں وہاں جنوں خرد کی زلفوں کا اسیر ہے اور خرد جنوں کی یارِ غار۔ دو نظری کی بیماری میں لکھی ہوئی کتاب یک نظری سے لکھی گئی ہے۔

اپنی پچھلی تصنیفات میں میں نے بہت تفصیل سے اندر کے سفروں اور ان کے میری ذات پر ہونے والے اثرات پر لکھا ہے۔ میں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب میں نے کچھ لکھا ہے تو اس کے نزول میں شعور، لاشعور اور تحت الشعور کا کیا کردار رہا ہے۔ یہ کتاب کیوں کہ میں نے جسمانی طور پر انتہائی لاچاری کے دنوں میں لکھی ہے جب کہ ایک طرف تو طبیعت اتنی موزوں ہوئی ہوئی تھی کہ دن رات اشعار اتر رہے تھے اور دوسری طرف ایک ایک مصرعہ قرطاس تک پہنچانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا سو مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ اس کا نزول میرے اندر کے سفروں کی توثیق اور میرے

https://lehad-ahmad.com/

قلب میں لگی لو کا اعادہ ہے۔ میں نے دہلیز پر جلتے دیے کو کچھ اور روشن کر دیا ہے کہ ابھی بہت سے کھوئے ہوؤں کو گھر تک آنا ہے اور قلب میں لگی لو کو کچھ اور بھڑکا دیا ہے کیوں کہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کس سرزمین پر جا کر مرے گا۔

عماد احمد

لاہور

۹ ستمبر ۲۰۲۴ء

بمطابق ۴ ربیع الاول ۱۴۴۶ھ

https://emad-ahmad.com/

https://emad-ahmad.com/

https://emad-ahmad.com/

☆

قلب کے اندر دھیمے دھیمے اللہ ھو کی ضرب
سانس کے اندر دھیرے دھیرے اللہ ھو کی ضرب

قطرہ قطرہ پانی سے ہو پتھر میں سوراخ
نفس کے اوپر ہولے ہولے اللہ ھو کی ضرب

لفظ کی قوت رفتہ رفتہ جسموں میں تحلیل
روح پہ لگتی ہلکے ہلکے اللہ ھو کی ضرب

جذبوں کو باندھے رکھتی ہے یادِ خدا کی ڈور
سوچ بدلتی چپکے چپکے اللہ ھو کی ضرب

https://emad-ahmad.com/

آدھی شب اور پورے غم تھے، سینہ بوجھل تھا
آ کے پڑی جب لیٹے لیٹے اللہ ھو کی ضرب

ہنستے ہنستے عمر بتا دی غیرِ خدا کے ساتھ
آؤ لگائیں روتے روتے اللہ ھو کی ضرب

چھٹنے کو ہے ویسے ویسے میرے من کی گرد
آ کے لگی ہے جیسے جیسے اللہ ھو کی ضرب

ٹوٹ چکے تھے لوگ عماد، پر اب آ کر دیکھ
جوڑ رہی ہے کیسے کیسے اللہ ھو کی ضرب

شام ۰۳:۵۱
۱۵ مئی ۲۰۲۴

https://emad-ahmad.com/

☆

غلامانِ نبیﷺ دربار میں خاموش بیٹھے ہوں
انہی میں ہم بھی بالکل گنبدِ خضرا کے نیچے ہوں

بہت سے چاہنے والے ادب سے ذکر میں گم ہوں
دبی آواز سے ہم بھی درودِ پاک پڑھتے ہوں

نہیں لائے ہیں کچھ جو شانِ آقاﷺ کے مطابق ہو
جھکی پلکوں سے یہ شرمندگی تسلیم کرتے ہوں

https://emad-ahmad.com/